

انتقاد

عقلیات ابن تیمیہ : توضیح و تنقیح - منطق ، علم الکلام اور فلسفہ سے متعلق علامہ کے تنقیدی مباحث کی

مصنف جناب مولانا محمد حنیف ندوی نے زیر نظر کتاب میں خود ان کے الفاظ میں ”امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے صرف ان تصورات سے تعرض کیا ہے، جن کا تعلق منطق، علم الکلام اور فلسفہ کی طرف طرازیوں سے ہے۔ علامہ نے اس ضمن میں نقد و اعتاب کے جو دستاویز سجائے ہیں، اور مکرر تحقق کے جن جواہر ریزوں کو صفحات قرطاس پر بکھیرا ہے، ہم نے ان سب کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ جمع کر دیا ہے۔“ اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا کہ امام صاحب کی ان موضوعات کے بارے میں جو آراء ہیں، انہیں پیش کر دیا بلکہ بقول مصنف ان کے پیش نظریہ اصول بھی رہا ”اگر یہ محسوس ہوا کہ علامہ کے قائم کردہ دلائل و تصورات میں بایں عظمت و جلالت کہیں منطقی جھول یا خلل رہ گیا ہے، تو اس کی نشان دہی کر دی جائے اور بغیر کسی رو رعایت اور جسبہ داری کے بتا دیا جائے کہ ان کے موقف میں کیا بیج یا بل رو نما ہے“

عربی زبان میں یونانی علوم فلسفہ و منطق کے منتقل کئے جانے کے بعد مسلمان علماء و حکماء سب ارسطو کی منطق کے بڑے گردیدہ ہو گئے تھے۔ چنانچہ مسلمانوں کا ہر علم اُس سے متاثر ہوا اور اُس کے انداز استدلال کو ہر شعبہ علم میں معیار مانا گیا۔ امام ابن تیمیہ نے اس ارسطو طالیسی منطق کی تردید کا بیڑا اٹھایا، اور ہرجت سے اُس پر تنقید کی۔ اُن کے نزدیک یہ صغری، کبری، حد واسط، برہان، تصور اور تصدیق کی بجائیں سرے سے بیکار ہیں۔ ”اگر کوئی شخص عقل و خود کی سلامتی سے بہرہ مند ہے، تو اسی کو استدلال و استنباط کے دھندھیموں کی برہ

سے ضرورت ہی نہیں..... اور اگر خدا نخواستہ اُسے غور و تحقیق کی نعمتوں سے محروم ہی نہ رہیں گا ہے۔ تو منطق کسی طرح بھی اس کے کام آنے والی نہیں :-

فاضل مصنف نے اس باب میں شروع میں منطق کی نشوونما اور ارتقاء پر بحث کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ امام ابن تیمیہ نے ارسطاطالیسی منطق کی جو اس زور شور سے مخالفین کی۔ تو اس کا تاریخی پس منظر کیا تھا۔ پھر بڑی تفصیل سے اس بارے میں امام صاحب کے تنقیدی مباحث کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ امام صاحب کا منطق پر یہ اعتراض ہے کہ اس سے انسانی ذہن مخصوص اصطلاحات کا مادی ہو جاتا ہے اور اس سے تازگی افکار جاتی رہتی ہے۔ اُن کے نزدیک منطق کے قبضے گور کھ دھندے ہیں جنہیں صحت استدلال کی بنیاد بنانا صحیح نہیں۔

دین میں عقل و نقل کا کیا مقام ہے؟ امام ابن تیمیہ نے اس پر بھی بحث فرمائی ہے۔ مولانا حنیف نے اس بارے میں امام صاحب کی آراء پیش کرنے سے پہلے ان سب فرقوں کا مختصر ذکر کیا ہے، جنہوں نے دینی امور میں عقل کا دشمن کی ہیں۔ امام صاحب دین میں عقل استدلال سے کام لینے کے مخالف نہیں، لیکن اُن کا کہنا یہ ہے کہ وہ ایمان جو عقائد سے حاصل ہو، اس میں جزم و یقین نہیں ہوتا۔ کیوں کہ عقائد کا تشکیک سے متبرک ہونا مشکل ہے۔ اس باب میں فاضل مصنف نے متکلمین کے موقف کا بڑا اچھا تجزیہ کیا ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ درحقیقت اُن کے پیش نظر اسلام کو مخالفین کے حملوں سے بچانا تھا۔ اور اس سلسلے میں انہوں نے قابل قدر خدمات بھی انجام دیں لیکن بدقسمتی سے ان کی عقل آریاتوں سے منغولات سے استدلال کے رجحان میں ضعف پیدا ہوا، اور عقیدہ و عمل کی فعالیت سرد پڑ گئی، اب "شریعت کا مرکز نقل سمعیات ہیں اور علامہ کی رائے میں متکلمین نے عقیدہ و اتقانات کو اسی مرکز سے دور ہٹانے کی شعوری یا لاشعوری کوشش کی"۔ متکلمین نے عقل کو نقل پر ترجیح دی اور عقل بھی استدلالی اور نظری عقل۔ اس سے ذہنی انتشار بڑھا۔ اور ایمان جو عمل کا محرک ہوتا ہے، وہ کمزور پڑ گیا۔

فاضل مصنف نے صفات باری تعالیٰ پر مفصل بحث کی ہے، اور اس بارے میں امام صاحب کے بعض افکار سے اختلاف بھی کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "جہاں بنیادی اور اساسی صفات سے تعلق علامہ کا موقف صحیح و مفید ہے، وہاں ضمنی صفات کے بارے میں اُن کا موقف نسبتاً کمزور اور غیر منطقی ہے"۔ قرآن مجید میں اللہ کے لئے "بیت" اور "میں" کے الفاظ جو استعمال ہوئے ہیں، ان کی امام صاحب نے جس طرح تاویل کی ہے۔ مولانا

حنیف صاحب کے نزدیک اس میں تجسیم کا رجحان غالب ہے۔

علاوہ ازیں رویت باری، مسئلہ خلق قرآن، مسئلہ جبر و تدر، وحدت الوجود، اور مسئلہ نبوت و ولایت وغیرہ پر امام صاحب نے جو بحثیں فرمائیں، اور اشاعرہ، معتزله اور متصوفین کے خیالات کا رد کیا، اُن کا خلاصہ دیا ہے۔ اور اُن پر محاکمہ کیا ہے۔

امام صاحب نے ابن عربی کے خلاف کافی لکھا۔ فاضل مصنف کے نزدیک علامہ کے اصل حریف ابن عربی اور اُن کے افکار ہیں۔ ان افکار میں ایک اہم فکر تو وحدت الوجود اور دوسرا ولایت کو نبوت پر مقدم قرار دینا ہے۔ ولواتا حنیف نے مسئلہ ولایت پر بڑی مالمانہ اور عارفانہ بحث کی ہے۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:-
”سوال یہ ہے کہ صوفیاء کی آخرفہنی و فکری مجبوریاں کیا ہیں اور انہوں نے کن اسباب و وجوہ کی بنا پر ولایت کے اس تصور کی حمایت کی ہے۔ ابن عربی کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے سامنے دو متعین حل طلب سوال تھے۔

(۱) اگر ختم نبوت کا عقیدہ صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے تو پھر فیضانِ ربوبیت کی ہمہ گیر یوں کی شکل کیا ہوگی اور ذوقِ عبودیت یا قرب و اتصال کے ان مآشتانہ داعیوں کو کس منطق سے رد کا جائزے گا، جن کا مدار و محور محبتِ الہی ہے۔ واضح تر لفظوں میں کیا ختم نبوت کے اس عقیدے سے ان لوگوں کی بہت شکنجی تو نہیں ہوتی جو دیانت داری سے سمجھتے ہیں کہ اس کے فیوض و تجلیات گوناگوں کا سلسلہ کبھی ختم ہونے والا نہیں.....“
اس شکل کا حل ابن عربی کے نزدیک یہ ہے کہ ولایت کا سلسلہ جاری مان لیا جائے یعنی ”اللہ تعالیٰ کی نگاہِ کرم اب بھی اپنے بندوں کو کشف کے ذریعہ علوم و معارف سے بہرہ مند کرتی رہتی ہے..... ختم نبوت کے معنی اس کے نزدیک صرف یہ ہیں کہ اب اور کوئی مشرع آنے والا نہیں..... مگر اس کے یہ معنی بھی نہیں کہ اجتہاد کی طرف طرازیوں باقی نہیں رہیں، ولایت کو انتہی معنوں میں ابن عربی ازراہ تجوز نبوت عام سے تعبیر کرتا ہے کہ اس کے فرائض میں فقہ و تقنین کے پیمانوں کو دریافت کرنا یا بذریعہ کشف پالینا بھی ہے کہ جن کی مدد سے معاشرہ کی پیچیدگیوں کو حل کیا جائے۔“

امام ابی تیمیہ کے افکار و آراء کا احصاء کرنا خواہ وہ چند مخصوص موضوعات ہی کے متعلق کیوں نہ ہو، بڑا مشکل ہے، کیوں کہ امام صاحب جس مسئلے پر بھی لکھتے ہیں، اُس میں بہت طوالت سے کام لیتے ہیں اور بڑی تکرار لکھتے ہیں۔ اُن کے جملہ مباحث کو سمیٹنا، ان کا مفید مطلب خلاصہ ترتیب دینا، پھر ان مباحث پر محاکمہ

کرنا، اور ان کا تازہ کنی پس منظر فراہم کرنا، بڑی محنت، عرق ریزی اور مسلسل انہماک چاہتا ہے۔ ہم فاضل مصنف کو اس پر داد دینے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس کتاب کی تیاری میں جہاں اُن کی علمیت، ناقدانہ بصیرت، تعقیق فکر اور وسعتِ ذہنی کا اظہار ہوتا ہے، وہاں اُس پر جو محنت کی گئی ہے وہ بھی کچھ کم ساثر نہیں کرتی۔ بے شک کتاب کا موضوع بڑا دقیق ہے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مصنف نے اُس پر اس طرح عبور پا کر قلم اُٹایا کہ جب وہ لکھنے بیٹھے تو جلد مطالب اُن کے روبرو موجود و حاضر تھے۔

آخر میں ہم کتاب کی زبان کے بارے میں کچھ عرض کریں گے۔ یہ ایک علمی کتاب ہے، بلکہ زیادہ صحیح الفاظ میں اس کتاب کا موضوع فلسفہ و محنت ہے لیکن فاضل مصنف نے اس میں جو زبان استعمال کی ہے، اُس میں ضرورت سے زیادہ انشاء پر بازی ہے جو شاید ادبی کتاب میں تو قابلِ تعریف ہو، لیکن ایک علمی کتاب اس طرت کا تکلف برداشت نہیں کر سکتی۔

کتاب مجلد ہے۔ صفحات ۳۵۹۔ قیمت، اخباری کاغذ ۷ روپے، سفید کاغذ ۹ روپے، ناشر۔ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور۔

(م۔ س)



81816
28.11.81

طابع۔ ظہیر الدین

مطبع۔ استقلال پریس لاہور

ناشر۔ ڈاکٹر فضل الرحمان۔ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی۔ راولپنڈی۔